دو سبق آموز واقعے

علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہ کا اسم گرامی دینی حلقوں میں خوب جانا پہچانا ہے آپ......

☆ حضرت مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی استاد عربیک کالج دہلی کے صاحبزادہ

☆ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاذ زادہ

☆ دارالعلوم دیوبند کے اولین صدر مدرس

☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اُستاذ اور مربی

☆ اور جنید ہند حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ مجاز تھے حضرت کی سوانح حیات مطبوعہ موجود ہے۔ اس وقت خود حضرت کا تذکرہ مقصود نہیں بلکہ آپ کے ایک حقیقی پوتے تھے مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ سطور ذیل میں ان کے دو واقعات بیان کرنا مطلوب ہے۔

مولانا محمد زکریا معروف معنوں میں کوئی بڑے عالم نہیں تھے، لیکن صاحب نسبت بزرگ تھے، نہایت پاکیزہ خصلتوں کے مالک اور پاک نہاد تھے۔ ان کا مکاشفات اور منامات صادقہ کا سلسلہ طویل بھی تھا اور دلچسپ بھی۔ مولانا کے دو صاحبزادے تھے، ایک مولانا محمد یحییٰ جنہیں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے متبنّٰی بنایا ہوا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد موصوف کراچی میں حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ رہتے تھے اور غالباً کسی کالج میں ملازمت بھی کر رکھی تھی۔ ان کے ایک لڑکے یعیش نامی تھے جو یورپ چلے گئے تھے، معلوم نہیں اب وہ کہاں اور کس حال میں ہیں۔ مولانا محمد زکریا کے دوسرے صاحبزادے کا نام محمد عیسیٰ تھا، جو فاضل مظاہر العلوم سہارنپور ہونے کے علاوہ بہت ہی قابل طبیب بھی تھے۔ حکیم محمد عیسیٰ صاحب مرحوم کو تقسیم کے بعد آب و دانہ کی کشش احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور میں لے آئی۔ حکیم صاحب نے محکمہ تعلیم میں ملازمت بھی کر لی تھی اور مطب بھی چلاتے تھے۔ حکیم صاحب کی کئی ایک صاحبزادیاں تھیں۔ ایک صاحبزادہ ہوا تھا جو بالکل صغر سنی میں فوت ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ مولانا یحییٰ اور حکیم محمد عیسیٰ کے خالہ زاد بھائی تھے اور برادر نسبتی بھی۔ مولانا محمد مالک میاں، محمد میاں صدیقی اور مولوی

محمد نعمان حکیم صاحب کے حقیقی بھانجے تھے۔ حکیم صاحب ہی کی وجہ سے مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے زندگی کے آخری چند سال یہاں احمد پور شرقیہ میں گزارے اور بعد وفات یہیں قبرستان عظمت سلطان میں ان کی تدفین ہوئی۔ ان کا جنازہ حضرت مولانا واحد بخش صاحبؒ (خلیفہء مجاز حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ) نے پڑھایا تھا۔ ان کے دو واقعات ہدیہ قارئین ہیں:

ا۔ ایک درس عبرت:

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:.......مایلفظ من قول الالدیه رقیب عتید (سورہ ق)

''انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے، نگران تیار اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔''

اور صحیح بخاری شریف میں ایک حدیث شریف آئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اللہ کی ناراضگی کا کوئی بول غفلت اور بے خیالی میں منہ سے نکالتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔''

اس بارے میں مولانا کا بیان فرمودہ ایک واقعہ پڑھیے اور اس سے عبرت حاصل کیجیے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نماز کے لیے مسجد گیا (یہ سوات کا واقعہ ہے) میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر میرے ایک دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس کسی عربی مدرسے کا ایک طالب علم بیٹھا ہوا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر ان صاحب نے اس طالب علم سے سوال کیا، بھائی ہم مسلمان ہیں اللہ کو مانتے ہیں رسولوں کو، آسمانی کتابوں کو، وغیرہ وغیرہ سب کو مانتے ہیں گویا ہم تو اللہ تعالیٰ کے اپنے ہوئے اور ہندو مشرک ہیں کافر ہیں، گویا وہ خدا سے بیگانے اور غیر ہیں مگر ہر میدان میں وہ ہم سے آگے ہیں، تجارت میں، ملازمتوں میں، روپیہ کمانے میں، کوٹھیوں اور عمارات میں غرض وہ ہر شعبہ میں آگے ہیں اور ہم پیچھے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نوجوان طالب علم نے جواب میں کہا: صاحب! قصہ یہ ہے کہ کچھ خوبیاں ان لوگوں میں بھی ہوتی ہیں، وہ بھی نیکی کے کچھ کام کرتے ہیں مثلاً خیرات کرتے ہیں، رفاہی کام کرتے ہیں، انسانی ہمدردی کے کام کر گزرتے ہیں، جانوروں اور پرندوں کو کھلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ان کو نیکیوں کا صلہ یہیں دنیا ہی میں مل جاتا ہے جب کہ مسلمان کے لیے دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے اس کی نیکیوں کا بدلہ آنے والی زندگی میں بہشت کے اندر ملے گا۔

طالب علم کا جواب سن کر وہ صاحب بولے بس جی پھر وہی ہم سے بہتر ہیں۔ ہماری زندگی بھی کوئی زندگی ہے دُکھوں بھری۔ وہ بڑے سکھ چین سے وقت گزار رہے ہیں آخرت کس نے دیکھی ہے؟ کیا پتہ وہاں کیا ہوگا؟

مولانا نے فرمایا اس سے چند روز بعد وہ صاحب بسلسلہ ملازمت تبدیل ہو کر کہیں اور چلے گئے اور پھر تھوڑے دنوں بعد میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ وہ صاحب فوت ہو گئے ہیں اور وہ خدائی گرفت میں ہیں۔ میری طبیعت

بہت پریشان ہوئی۔ میں نے اس وقت تو لاحول اور اعوذ باللہ پڑھا اور پھر اس شہر کو روانہ ہو گیا جہاں وہ چلے گئے تھے۔ میں پوچھتا پاچھتا ان کے مکان تک پہنچا۔ معلوم ہوا واقعی وہ فوت ہو چکے تھے۔ میں نے ان کے لڑکوں سے تعزیت کی اور پھر واپس ہولیا۔ اب میں یہ سوچتا آ رہا تھا کہ خواب کا ایک حصہ تو صحیح نکلا۔ اگر دوسرا حصہ یعنی گرفت ہونا بھی صحیح ہے تو اس کی کیا وجہ ہو گی؟ چناں چہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور کہا ذکریا کیا سوچ رہے ہو؟ یاد کرو مسجد میں ان کی جو گفتگو طالب علم سے ہوئی تھی یہ اسی کی پاداش ہے۔

انہی کا واقعہ ہے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ وضوء کیا نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوا تو میرے دل میں تردد پیدا ہوا کہ میری نماز صحیح نہیں ہوئی۔ اپنے کپڑوں کو دیکھا، گھر والوں سے کہا تم دیکھو لو وضو کا پانی کہاں سے لیا تھا؟ کہا مٹکے سے لیا تھا اور وہ خوب ڈھکا ہوا ہے میں نے کہا ذرا ڈھکنا اتار کے دیکھو تو سہی۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں چوہا مرا ہوا ہے۔ میں نے دوبارہ طہارت حاصل کی اور کپڑے بدل کر نماز دوبارہ ادا کی۔

۲۔ انتظام کے بہانے سے بے جا تشدد پر گرفت کا اندیشہ:

غالباً ۱۹۵۳ء کی بات ہے کہ مقامی گورنمنٹ ہائی اسکول میں جلسہ یوم والدین منایا گیا ہمارے ادارہ کے چند طلبہ اس میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ انہیں اندازہ تھا کہ اساتذہ تو اجازت نہیں دیں گے اس لیے انہوں نے ایک شرارت سے کام لیا، وہ یہ کہ انہوں نے جلسے والے دن (خمیس کا دن تھا) صبح مدرسے کی گھنٹی کہیں چھپا دی تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ نظام الاوقات کے مطابق گھنٹے تبدیل کرنا مشکل ہو گیا۔ مدرسے کا نظم و نسق متاثر ہوا۔ سربراہ ادارہ حضرت مولانا واحد بخش صاحب رحمہ اللہ نے چند بڑے اساتذہ کو بلا کر ان لڑکوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ مولانا کی ذاتی رائے یہ تھی کہ جسمانی سزا سے طلبہ کو تنبیہ کر دی جائے مگر بعض اساتذہ نے کہا حضرت یہ تو بڑے بڑے لڑکے ہیں اگر دو دو تین تین بید ایک ایک کے لگ بھی جائیں تو ان پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ یہ غریب لڑکے ہیں ان پر مالی جرمانہ عائد کیا جائے۔ مولانا واحد بخش صاحب نے فرمایا کہ تعزیر بالمال فقہی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ اس کے باوجود جب اساتذہ نے اس پر اصرار کیا تو مولانا نے اتفاق کر لیا۔

طلبہ جب جلسے سے واپس آئے تو انہیں ساتھیوں نے اساتذہ کی ناراضگی اور ان کے فیصلے کی اطلاع کر دی ان میں سے ایک طالب علم جو ایک نیک اور غریب گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ جمعہ کے روز بعد از نماز جمعہ جامع مسجد پہنچا تا کہ میں حضرت مولانا واحد بخش صاحب (جو جامع مسجد کے خطیب بھی تھے) سے مل کر معافی مانگ لوں اور جرمانہ بھی ختم کرا لوں، وہ ابھی مولانا کے پاس جا کر بیٹھا ہی تھا، دوسرے لوگ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں مولانا محمد زکریا صاحب وہاں تشریف لے آئے۔ انہوں نے بیٹھتے ہی فرمایا:

بعض اوقات دینی مدارس کے منتظمین بھی غلط کام کر گزرتے ہیں، یہ نہیں دیکھتے کہ ایسا کرنا جائز بھی ہے یا نہیں،

انتظامی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کرگزرتے ہیں۔ حالاں کہ شرعاً ایسا جائز نہیں ہے۔ چناں چہ ایک مرتبہ خانقاہ تھانہ بھون میں ایسا ہوا کہ کسی طالب علم نے کوئی شرارت کی اس کا معاملہ حضرت حکیم الامت تک پہنچ گیا۔ آپ نے اسے بلوا کر تنبیہ فرمائی اور پھر فرمایا تم اپنے لیے جو سزا تجویز کرو تمھیں وہ سزا دی جائے گی اس نے کہا حضرت! ایک چپت میرے مار لی جائے۔ حضرت نے فرمایا اچھا نیچے ہو۔ چناں چہ آپ نے اس کی پیٹھ پر ایک چپت ماری۔ چوں کہ حضرت بزرگ عمر تھے، چپت مارنے سے آپ کے ہاتھ میں درد سا ہونے لگا۔ اس وجہ سے آپ نے ایک چپت اور مار لی۔ طالب علم خوش خوش چلا گیا کہ سستا چھوٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے دل میں خیال آیا کہ پہلی چپت تو میں نے درست ماری تھی کہ اس نے اپنے لیے یہی سزا تجویز کی تھی، مگر میں نے دوسری کیوں مار لی؟ اگر میرے ہاتھ میں درد ہو رہا تھا تو اس میں بچے کا کیا قصور تھا؟ یہ مجھ سے زیادتی ہوئی، چناں چہ آپ نے پھر اس بچے کو بلوایا اور اس سے فرمایا بھائی میں نے دوسری چپت جو تمھیں ماری تھی یہ زیادتی ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیٰمة (تم لوگ ظلم سے بچو، ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن جائے گا) تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ حضرت کے کئی خلفاء اور خدام بھی موجود تھے۔ طالب علم، شرم کے مارے گویا زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ حضرت نے پھر فرمایا بھائی! میں کمزور آدمی ہوں یہاں کی رُسوائی کو تو برداشت کرلوں گا، مگر قیامت کی رسوائی کو برداشت نہیں کرسکوں گا۔ تم یہ ہرگز نہ سوچو کہ اشرف علی کوئی بڑا مولوی اور پیر ہے تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ طالب علم بولا: حضرت! میں نے معاف کر دیا۔ حضرت نے پھر ارشاد فرمایا: تم ان لوگوں کا خیال کر کے معاف نہ کرو۔ کوئی تمھیں کچھ نہیں کہے گا۔ اس لڑکے نے پھر کہا، حضرت! میں نے صدق دل سے آپ کو معاف کر دیا۔ اول تو آپ کے بارے میں مجھے کوئی رنج تھا ہی نہیں اور اگر آپ محسوس فرماتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے معاف کر دیا۔ (مولانا محمد زکریاؒ کا بیان فرمودہ واقعہ ختم ہو گیا)

اس کے بعد ہمارے ادارے کا جو طالب علم جرمانہ معاف کرانے کے لیے بیٹھا ہوا تھا وہ خاموشی سے اٹھ کر چلا آیا اور وہ سیدھا میرے پاس پہنچا۔ اس نے سارا قصہ مجھے آ کر سنا دیا۔ اگلے روز (ہفتے کے دن حضرت مولانا واحد بخش صاحب مدرسے میں تشریف لائے تو آتے ہی مجھ سے دریافت کیا ان قصوروار طالب علموں سے جرمانے کی وصولی شروع ہوگئی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، پھر مولانا نے کل والا سارا واقعہ سنایا اور فرمایا: وہ انتظام کس کام کا جو شریعت کی خلاف ورزی کر کے چلایا جائے؟! بس ان طالب علموں کو بلا لو میں انہیں تنبیہ کر دیتا ہوں جرمانہ کسی سے نہیں لینا۔

☆☆☆